

باب: 76

## محمد عبدالقدیر صدیقی

(1871-1962 AD)

محمد عبدالقدیر صدیقی 27Rajab, 1288AH مطابق 10October, 1871AD کو حیدرآباد دکن، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ والد کا نام شاہ عبدالقادر صدیقی اور والدہ کا نام انور بیگم ہے۔ آپ کا سلسلہ پداری 28 واسطوں سے سیدنا صدیق اکبرؓ سے اور مادری سلسلہ 32 واسطوں سے سیدنا امام حسینؓ سے جا ملتا ہے۔

آپ نے دارالعلوم حیدرآباد دکن میں امام الفن اساتذہ سے فیضانِ علمی حاصل کیا۔ درسی کتب زیادہ تر محمد سعید سے پڑھیں۔ حبیب بو بکر نے عربی ادب سکھائی۔ منطق اور فلسفہ، عبدالصمد قندھاری اور نادر الدین نے پڑھایا۔ مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے کامیاب کیے۔ آپ نے کتابی علوم کے علاوہ دیگر فنون مثلاً سپہ گری، تیغ زنی، لٹھ، بنوٹ اور داؤ پیچ میں بھی دسترس حاصل کی۔

مولانا عبدالقدیر نے اپنی تعلیم ختم کرنے کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ استاد کی حیثیت سے آپ کا پہلا تقرر دارالعلوم میں ہوا جہاں خود پڑھتے تھے۔ جب مدرسہ دارالعلوم کو ترقی دے کر کلیہ عثمانیہ بنایا گیا تو آپ حدیث کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ساتھ ہی آپ کو شعبہ دینیات کی صدارت سونپی گئی۔ جب کلیہ عثمانیہ باقاعدہ جامعہ عثمانیہ بن گیا تو آپ کو نہ صرف اعلیٰ جماعتوں کی تعلیم دینا ہوتا تھا بلکہ شعبے کے انتظامی امور بھی آپ کے تحت آگئے۔ جامعہ عثمانیہ کے ساتھ ساتھ ایک علاحدہ خالص دینی مدرسے، مدرسہ نظامیہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ جامعہ عثمانیہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد اس کے اعزازی ناظم مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی کوششوں سے اس مدرسہ کو جامعہ کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اسی طرح آپ نے دائرۃ المعارف کے لیے بھی اعزازی خدمات انجام دیں۔ آخر میں گھر پر باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جسے تاحیات جاری رکھا۔

مولانا عبدالقدیر صدیقی نے دین کے ہر شعبے سے متعلق کم و بیش 40 تصنیفات تحریر کیں۔ جن میں تین معرکہ الآراء تصانیف "تفسیر صدیقی"، "ترجمہ فصوص الحکم" اور "حکمت اسلامیہ" زیادہ مشہور ہیں۔ تفسیر صدیقی میں دورِ حاضر کے اہم مسائل مثلاً سود، دارالحرب، سرمایہ داری، اشتراکیت اور غلامی جیسے موضوعات پر تفصیلی اظہارِ خیال ہے۔ اس میں اختلافی مسائل پر معترضین کے لیے مدلل جواب بھی ملتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس تفسیر میں مولانا صاحب نے تفسیح آیات کے مسئلہ پر حضرت شاہ ولی اللہؒ کے کام کو بھی مزید آگے بڑھایا ہے۔ شاہ صاحب نے 5 آیتوں کو منسوخ مانا تھا۔ مولانا عبدالقدیرؒ نے اپنی تحقیق سے قرآن کی ان 5 آیتوں کو بھی تفسیح کے مسئلے سے نکال لیا۔ حکمت اسلامیہ اور المعارف، تصوف کے موضوع پر آپ کی بہترین کتابیں ہیں۔ الدین، احادیث کی کتاب ہے۔ علامہ ابن عربیؒ کی تصنیف "فصوص الحکم" کا ترجمہ و شرح، حضرت عبدالقدیر صدیقیؒ کے علمی و فکری کام کا اہم حصہ ہے۔ آپ کی کئی کتابیں جامعات میں نصاب کا حصہ بھی بنیں۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور حسرت مستخلص کرتے تھے۔

مولانا عبدالقدیرؒ، اپنے ماموں سیدنا محمد صدیق محبوب اللہؒ عرف حضرت خواجہ میاں صاحب سے بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد صدیقؒ ہی سے تربیت حاصل کی اور انہیں سے آپ کو خلافت بھی ملی۔ آپ کے مرشد ہمیشہ آپ کو "مولوی" کے نام سے مخاطب ہوتے۔ آپ کو طریقہ عالیہ قادریہ اور طریقہ چشتیہ کی اجازت اپنے مرشد سے ملی۔ جب کہ قادریہ، نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلوں کی اجازت اپنے والد سے حاصل ہوئی۔ بغداد کے محمود حسام الدینؒ نے سلسلہ نسبہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مولانا کا علم و فن نہ صرف متنوع تھا بلکہ آپ کو اس میں کامل دستگاہ بھی حاصل تھی۔ تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، اصول حدیث، اصول فقہ، تجوید، ادب، عقائد و تصوف، منطق، فلسفہ اور کلام، غرض جس فن میں آپ سے استفادہ کیا جاتا تو لگتا وہی آپ کا خاص فن ہے۔ تمام ہم عصر اہل علم و فن، مولانا صاحب کو نہ صرف استاد کی حیثیت سے جانتے تھے بلکہ خود اپنے ہی علم و فن میں آپ سے اکتساب کے اظہار کو ضروری خیال کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا عبدالقدیر صدیقیؒ کو نہ صرف "استاذ الاساتذہ" کہا گیا بلکہ "بحر العلوم" بھی مانا گیا۔

❖ مختلف موضوعات پر مولانا محمد عبدالقدیر صدیقیؒ کے نقطہ ہائے نظر کچھ یوں تھے:

- تصوف کیا ہے؟۔۔۔ "تصوف، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو جاننے کا نام ہے۔ اسلام، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے۔ اَنْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي کی عنایت ہے۔ مسلمانوں سے زیادہ اللہ کو جاننے والا کوئی نہیں۔ کوئی بت پرستی کرتا ہے، کوئی نور اور روشنی کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی فعل و افعال کی۔ کوئی باپ، بیٹا اور روح القدس کا معتقد ہے۔ اور کوئی مادہ اور جیو کا قائل ہے۔ توحید، صرف مسلمانوں کا حصہ ہے۔"

دائرے سے منزع ہیں مرکز و قطر و محیط

شانِ وحدت سے ہوئی ہے شانِ کثرت آشکار

• ولی کون ہے؟۔۔۔" ولی اپنے نبی کا تابع ہوتا ہے لیکن نہ نیا دین لاتا ہے نہ نبی کی طرح صاحبِ معجزہ ہوتا ہے۔ اس کا کام تو صرف ان لوگوں کو اپنے نبی کی تعلیم کے مطابق راہِ حق دکھانا ہے جو اس کی طرف اس مقصد سے رجوع ہوں۔ اسی لیے وہ اپنے متعلق نہ کوئی دعویٰ کرتا ہے نہ اپنی ذات کی طرف کسی کو دعوت دیتا ہے۔ ہاں، جب اللہ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ اُس کے اِس بندے کی تکریم کی جائے تو پھر بامرِ خداوندی، اس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ کرامات کا ظہور، سالک کے لیے ایسا ہی ہے جیسے آثارِ بلوغ۔ جس طرح آثارِ بلوغ کو اللہ لوگ بلا ضرورت اور برسرِ عام بیان نہیں کرتے۔ سالک کو بھی چاہیے کہ ان خوارقِ عادت کو حتی المقدور چھپائے۔"

• بیعت کی کیا اہمیت ہے؟۔۔۔" سب جانتے ہیں کہ 2 جمع 2، 4 ہوتے ہیں۔ 4 میں سے 2 تفریق کریں تو 2 باقی رہتے ہیں۔ یوں حساب ایسا یقینی علم ہے کہ بہ مشکل کوئی دوسرا علم ایسا یقینی و قطعی ہو سکتا ہے۔ پھر بھی پہلی کلاس سے لے کر دسویں کلاس تک اس کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے تب کہیں جا کر اس میں کچھ مہارت حاصل ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آدمی کو اپنی غلطی معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے کسی استاد کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ استاد ہی شاگرد کی غلطیوں کو پکڑتا جاتا ہے اور اس کی نگرانی کرتا ہے۔ غور کرو کہ جب ایسی بدیہی یعنی واضح چیزوں میں غلطی کی درستگی کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے تو سلوکِ راہِ خدا میں روحانی استاد یا شیخ کی کیوں ضرورت نہ ہو، جب کہ ان لطیف اور نازک چیزوں میں تو غلطیوں کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔"

• شیخ کیسا ہونا چاہیے؟۔۔۔" شیخ، مریدی کی غرض اور مقصد کو پورا کرنے کی قابلیت رکھنے والا ہو۔ مرشد کچھ قرآن شریف کے احکام کی آیتیں اور حدیث و فقہ کے ضروری مسائل سے بھی واقف ہو اور کسی تجربہ کار ہستی کے فیضِ صحبت سے باریاب ہو۔ بعض نے اچھے مرشد کی یہ تمیز بتائی ہے کہ جس کی صحبت میں وسوسے اور فضول خیالات سب بند ہو جائیں اور آدمی کا خیال، اللہ اور رسول کے ساتھ وابستہ ہو جائے، وہ اچھا مرشد ہے۔ مرشد کامل، فنا فی الرسول ہوتا ہے۔ جو فنا فی الرسول نہ ہو وہ فنا فی اللہ کیسے ہو سکتا ہے، کہ مرشد ہی وہ منبعِ فیض ہے جس سے وابستگی اور اس کے ذریعے فیضانِ محمدیؐ طالب تک پہنچتا ہے اور خداوندِ قدوس کی معرفتِ صحیح اور قُرب سے سرفرازی ہوتی ہے۔"

• عبدیت کیا ہے؟۔۔۔" جواب سنو! اَلْعَبْدُ وَمَا مَلَكَتْ يَدَاہُ لِمَوْلَاہُ، یعنی کچھ بھی نہیں بندے کا۔ جو کچھ ہے وہ آقا کا ہے۔ اللہ کی ذات اور اس کے افعال و صفات سب بالذات یعنی خود سے ہیں اور بندے کی ذات اور اس کے افعال و صفات سب بالعرض ہیں، محتاج ہیں۔ بندے کی اسی احتیاج

کا دوسرا نام، عبدیت ہے۔ عبد یعنی بندہ، وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو۔ نہ ارادہ رکھتا ہو نہ فعل اس کا ہو، اور نہ کوئی خواہش ہی اس کے دل میں ہو۔ "عبداللہ" اپنی ذات اور صفات دونوں کو کھودیتا ہے۔

• حقیقی عبداللہ کون ہے؟۔۔۔ "عبدیت میں اطاعت اور فرمانبرداری اور اپنی نیستی، یعنی نہ ہونے کو سمجھنا اور اس کو دریافت کرنا اصل عظیم ہے، روح یقین ہے، جان ایمان ہے۔ اس کی ابتدا ایمان سے ہوتی ہے۔ راستے میں تقویٰ اور ولایت ملتے ہیں۔ جب کہ خاص حضرات کو نبوت اور رسالت بھی ملتی ہے۔ صوفیہ صافیہ کے پاس اللہ کا اصل بندہ یعنی حقیقی "عبداللہ" ایک ہی ایک ہے۔ وہی محمدؐ ہے، وہی رسول ہے، وہی حبیب اللہ ہے۔ عبدیت محمدیؐ کا مقام کیا ہے۔۔۔؟ "الْحَىٰ مَعَ اللَّهِ وَقَدْ لَأَ يَسْعَىٰ فِيهِ مَلَكٌ مُّقْرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ" یعنی میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں کوئی مقرب اور نبی مرسل میری برابری نہیں کر سکتا۔ عبدیت محمدیؐ کا عروج کیا ہے۔۔۔؟ یہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ، وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندے کو لے گیا (سورۃ الاسراء: آیت 1) سے ظاہر ہے۔

• مولانا صاحبؒ نے اختلافی مسائل کے متعلق یوں اظہار فرمایا۔۔۔ مجھے جہاں تک تجربہ ہے بالکل باطل مذہب چل ہی نہیں سکتا۔ کچھ نہ کچھ صحیح اصل رہتی ہے جس کی غلط فہمی سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ میری رائے میں تکذیب کے عوض غلط فہمی دور کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ قائل کا طرزِ بیان ادیبانہ رہتا ہے اور سامع اس کو منطقی قواعد پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس قائل کے قول کی تاویل کر لینے اور مجازی معنوں سے حقیقی معنی نکال لینے سے اختلاف دور ہو جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقصد ہر ایک کا درست ہے مگر دوسرے کے مقصد سے ناواقف۔ اکثر، دوسروں کی تکذیب میں لوگوں کو لذت ملتی ہے۔ یہی خانہ خراب تمام فتنوں کی ماں ہے۔ ٹھنڈے دل سے سننے، دوسرے کی بات پر غور و فکر کرنے سے کوئی نہ کوئی سبیل نکل ہی آتی ہے۔ اسلام تمام مذاہب کی تصدیق کرنے اور ان سے غلط فہمی دور کرنے کے لیے آیا ہے نہ کہ تکذیب کرنے کے لیے۔۔۔۔۔"

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حسرت کا انتقال 17 Shawwal, 1381 AH مطابق

24 March, 1962 AD کو ہوا۔ آپ کا مزار صدیق گلشن، حیدرآباد دکن، انڈیا میں ہے۔